شدہ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری کی تالیف ۔ "ابوالکلام بہ حیثیت مفسر اور محدث" نے یہ مشکل حل کردی ہے۔
اس کتاب کے صفحہ ۱۴۴ ، زیر عنوان "بخاری شریف کے عجائب و دقائق" کے تحت مولانا آزاد کی یہ تحریر درج ہے۔

"حق یہ ہے کہ بقول علامہ ابن خلدون صحیح بخاری شریف کی شرح و تفسیر کا قرض اب تک امت کے ذمہ باقی ہے ۔ بے شمار شرحوں اور حاشیوں کے بعد بھی اب تک ابن خلدون کا قول ویسا ہی صحیح ہے جیسا "فتح الباری" "عینی" وغیرہ سے پہلے تھا ...... اسی مسئلہ خلافت کو سامنے لاؤ۔ اور دیکھو کہ کس وقت نظر کے ساتھ ترتیب ابواب ہی میں اسلام کا "نظام شرعی" واضح کر دیا ۔ اور اس مسئلہ کی ساری مشکلات حل کر دیں"۔
اس کے بعد ۳ - ۴ صفحات میں اس عنوان کی وضاحت کے دلائل پیش کئے ۔ اور بخاری شریف کی ترجیح ثابت کردی۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا ۔ والسلام

دعاؤں کا طالب ۔ ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی ۔ دارالشفا ایبٹ آباد

مولانا لطف اللہ جہانگیروی مرحوم کا خان غازی کابلی کے نام ایک مکتوب

مکرمی ۔ السلام علیکم۔
میں گذشتہ کئی دنوں سے سخت علیل ہوں ۔ حوالاتوں میں رہنے کی وجہ سے صحت بہت خراب ہو گئی ہے ۔ حضرت شیخ سے میرے لئے دعا کی درخواست کیجئے ۔ میری یہ دونوں تحریریں شاید آخری ہوں کیونکہ میری حالت بہت خراب ہے ۔ آپ کی دعاؤں کا محتاج ۔ خان غازی

اس مضمون کا ایک عنوان یہ رکھا تھا "چند حسینوں کے خطوط" مرزا غالب کے اس شعر سے مستعار ہے

چند تصویر بتاں اور چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

"غازی" جب "دار و رسن" کے "امتحان" دینے کے بعد اور "غازی آباد" سے اپنے "خانہ برباد" میں یکم جنوری ۱۹۹۴ء کو آئے تو زبان پر شاعر کا یہ شعر رواں دواں ہوا ۔

چھوٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا
وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا

مکان (خانۂ برباد) کا جائزہ لیا ۔ تو ایک کونے میں دو خطوط نظر نواز ہوئے ۔ ایک خط مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم فاضل دیوبند آف جہانگیرہ کا اور دوسرا خان محمد یوسف خان (علیگ) آف محلہ سرسید ایبٹ آباد کا تھا ۔ "تکلف برطرف" آج کی فرصت میں مولانا لطف اللہ مرحوم کا مکتوب ملاحظہ ہو۔

بخدمت جناب محترم صدیق قدیم خان غازی کابلی ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

"مجھے کسی شخص کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے رسالہ "الحق" میں میرے متعلق حالات دریافت کئے ہیں۔ پھر دوبارہ معلوم ہوا کہ آپ نے دوبارہ بھی اس ہیچ مدان کے حالات دریافت کئے ہیں۔ افسوس کہ مجھے آپ کا پتہ معلوم نہ تھا کہ خط لکھوں اس تلاش میں تھا کہ کل شام کو مولانا محمد یوسف بنوری کے لڑکے اور مولانا سمیع الحق صاحب مدیر "الحق" میرے غریب خانہ پر میرے لڑکے کی شادی خانہ آبادی کی مبارکباد کے لئے تشریف لائے تو میں نے ان سے آپ کا پتہ معلوم کیا۔ اور آج اس قابل ہوگیا ہوں کہ آپ کو خط لکھوں"

جناب والا غازی صاحب! میں بقید حیات ہوں۔ کراچی میں سات برس مولانا محمد یوسف بنوری کے ساتھ ایک مدرسہ کے قیام اور اجرا کے بعد کئی سال سے "خانہ نشین" اپنے گھر اور اپنے گاؤں میں مقیم ہوں۔ تقسیم وطن کے بعد کلی طور پر سیاسیات سے کنارہ کش ہوں۔ میری ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہی ہے۔ اور ٹانگوں میں بھی تکلیف ہے۔ ان دو بیماریوں کی وجہ سے تمام مشاغل چھوڑ دئے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اولاد کی طرف سے خوش نصیب ہوں اور مالی حالت بھی بحمداللہ اچھی ہے۔

آپ (خان غازی کابلی) جیسے اطبائے قدیم کا تصور کرکے متاسفانہ زندگی گذار رہا ہوں۔ "مجلس احرار اسلام" میں پندرہ برس گذارنے کے بعد سمجھ لیا کہ یہ جماعت ناکام ہو رہی ہے۔ اس لئے اسے چھوڑ کر قرآن و حدیث کی تدریس شروع کردی۔ میرے دوستوں میں ایک مولانا محمد یوسف بنوری تھے جن کے ساتھ میری پچاس برس کی دوستی تھی۔ مگر درمیان میں سیاسی خیالات میں کچھ اختلاف ہوگیا۔ پھر بھی ان کی زندگی میں ان کی رفاقت میرے لئے زندگی کا سہارا تھی۔ گذشتہ سال ان کا انتقال ہوگیا۔ اور کچھ دنوں کے بعد میری اہلیہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ زندگی ہے مگر رفقاء قدیم کی علیحدگی کا صدمہ ناقابل برداشت ہے۔

مولانا عبدالقیوم پوپلزئی سخت بیماری میں صاحب فراش ہیں۔ ان کے شاگردوں میں الطاف حسین کا تیس برس پہلے انتقال ہوچکا تھا۔ مولانا غلام غوث صاحب کے ساتھ دوستی تھی وہ سخت اختلاف کی وجہ سے بالکل ختم ہوگئی۔

"میرے چار لڑکے ہیں ایک حافظ قرآن اور عالم دین ہے۔ گذشتہ سال کی تحریک جو بھٹو کے خلاف تھی اور اس سے پہلے "ختم نبوت" کی تحریک میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ عملاً مولانا مودودی صاحب کی جماعت سے رابطے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سے چھوٹا لڑکا نابینا ہے۔ تیسرا لڑکا خلیج عرب ریاست متحدہ امارات عربیہ میں ہسپتال کے بڑے ڈاکٹر ہیں۔ سب سے چھوٹا لڑکا بھی ابوظہبی میں منسلک ہے۔ اور پرسوں اس کی شادی ہوئی ہے"

عملاً نصف صدی تک "سرخپوش تحریک" کی اعانت کرتا رہا لیکن جب سے افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب

آگیا ہے۔ اور بوڑھے خان صاحب (سرحدی گاندھی) جو قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں آخری وقت میں کمیونسٹوں کی امداد کر رہے ہیں۔ اور کابل میں مقیم ہیں اس لئے ان سے سخت نفرت دل میں پیدا ہوگئی ہے۔ باقی پاکستان میں موجودہ حکومت مسٹر جناح کے بعد پہلی مرتبہ صحیح حکومت قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کو دین کے ایسے ہمدرد حکمران نصیب کرے۔ قوم کے اخلاق کو "بھٹو" بری طرح تباہ کرچکا ہے۔ ہر شخص دولت جمع کرنے کی فکر میں ہے۔ خواہ حلال ہو یا حرام۔ بے حیائی اور مادر پدر آزادی "بھٹو" نے زیادہ کردی ہے"

"پاکستان میں قادیانی (احمدی) کمیونسٹ اور سوشلسٹ وغیرہ سب ملک کو تباہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ افغانستان سے تقریباً ایک لاکھ افراد وزیرستان۔ چترال۔ باجوڑ اور صوبہ سرحد میں ہیں۔ جو کمیونسٹوں کے ڈر سے اپنا دین اور ایمان بچانے کے لئے آگئے ہیں۔ اگر افغانستان لوگوں سے روپیہ اور سرمایہ نہ چھینیں تو کم از کم ایک تہائی افغان بھاگ کر پاکستان میں آجائیں"

"ہم کو تقسیم وطن کے وقت یہ اندازہ نہ تھا کہ اس طرح دونوں ملکوں میں علیحدگی ہوجائے گی۔ میرا بچپن دہلی میں گذرا ہے محلہ بلی ماراں کے حقانی منزل میں کئی سال بچپن کے گذار چکا ہوں۔ اور کوچہ رحمان کی مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتا تھا۔ اور پڑھنے کے لئے کشمیری دروازہ کے مدرسہ امینیہ میں حضرت علامہ مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ کے پاس جایا کرتا تھا۔ خانِ والاشان اور غازی احرار و کمروار اس سے زیادہ کیا لکھوں اپنی زندگی کے نشیب و فراز مختصر طور پر لکھ دیئے ہیں۔ کبھی کابل جاتے ہوئے سرحد سے گزر ہو تو جہانگیرہ بھی تشریف لایئے۔ دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے استاد خاقانِ ہند محمد ابراہیم ذوقؔ نے دیرینہ ہمدردوں کے بارے میں خدا جانے کس حالت میں لکھا اور کہا تھا ؎

اے "ذوقؔ" کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

غازی جیسے ہمدم دیرینہ سے جہانگیرہ میں ملاقات ہوگی تو مسیحا و خضر کی ملاقات کا لطف حاصل ہوگا۔ اور شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ کے علاوہ اور بہت سی پرانی یادیں تازہ ہوں گی۔ والسلام۔

مخلص قدیم محمد لطف اللہ جہانگیرہ۔

نوٹ :۔ مولانا لطف اللہ صاحب کا مندرجہ بالا مکتوب اس زمانہ کا ہے جب کہ خان عبدالغفار خان سرحدی گاندھی جلال آباد (افغانستان) میں تھے۔ اب تو صوبہ سرحد (پاکستان) میں آگئے ہیں۔ اور ان کے موقف میں شاید تبدیلی آگئی ہوگی۔

۲۷ رمضان۔ عہدِ پاکستان اور مجلس شوریٰ کو مبارک باد | یوم نزول قرآن۔ یوم قیام پاکستان۔ یوم حریت